مکالمہ شیعہ و احمدی

نمبر ٦

شیعہ۔ لفظ آل اور اھل میں کچھ فرق ہے یا نہیں ہے بیان کیجئے۔

احمدی۔ آل اور اھل دونوں عربی الفاظ ہیں اس واسطے لغت عرب میں پہلے ان کے معانی دیکھنے چاہئیں۔ بڑی ضخیم کتابوں کو جانے دو منتخب اللغات میں ہی دیکھ لو۔ آل بالمد پیروان اہلخانہ و شخص و فرزندان یعنی پیروی کرنے والے اور گھر کے لوگ اور فرزندان

اھل۔ بالفتح سزاوار شدن و انس گرفتن و کد خدا شدن و سزاوار و کسان و مردم خانہ یعنی کسی بات یا کام کے لائق ہونا۔ اور انس پکڑنا اور شادی کرنا اور سزاوار اور لوگ اور گھر کے لوگ گویا دونوں لفظوں کے معنے قریبًا ایک ہی ہیں اور منجملہ دیگر معانی کے دونوں لفظوں میں اہلخانہ کے معنے موجود ہیں۔ اب گھر والی گھر کے آباد رکھنے والی تو بیوی ہی ہوتی ہے اسی کو گھر والوں سے نکالدو تو باقی لوگ کب اہلخانہ ہونے کے اہل رہ جاتے ہیں بجز آدمی یا رنڈوے تو نہ گھر کے نہ گھاٹ کے

قرآن مجید میں بھی ان معانی کی تائید موجود ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی نسبت آیا ہے کہ قال لاھلہ امکثوا ٢٠ یعنے کہا اسنے اپنے اہل کو یعنی بیوی کو جو شعیب کی صاحبزادی تھیں کہ ٹھہرو۔ اور پھر نوح اپنے بیٹے کی نسبت عرض کرتے ہیں ان ابنی من اھلی ١٢ یعنے یہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے۔ پھر لوط علیہ السلام دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں رب نجنی و اھلی مما یعملون فنجینٰہ و اھلہ اجمعین الا عجوزا فی الغٰبرین ١٩ یعنی اے رب مجھے اور میرے اہل کو نجات دیجیو اس سے جو وہ کرتے ہیں پس ہمنے نجات دی اسکو اور اسکے سب اہل کو سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہجانے والوں میں سے ہوگئی دوسری جگہ لوط علیہ السلام کی بابت حضرت ابراہیم کے مہمان فرشتوں کی زبانی یوں ہے قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا اٰل لوط انا لمنجوھم اجمعین الا امراتہ قدرنا انھا لمن الغٰبرین فلما جاء اٰل لوط المرسلون ١٤ یعنے انہوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم کی طرف سے جو مجرم ہیں۔ سوا آل لوط کے ہم ضرور ان سب کو بچا لینگے سوائے اسکی عورت کے کہ بیشک ہمنے اسے رہ جانے والوں میں سے مقرر کر لیا ہے۔

دیکھو دونوں آیتوں میں ایک ہی گروہ کی نسبت آل واہل کے الفاظ مختلف مواقع پر مستعمل ہوتے ہیں اور دونوں موقعوں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ لوط علیہ السلام کی عورت بھی آل لوط اور اہل لوط میں داخل تھی فھو المراد

اب حدیث شریف کو لو تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل کا لفظ جہاں بمعنی زوجہ مستعمل ہوا ہے وہیں اہل بمعنی آل بھی ہوا ہے چنانچہ آیت مباہلہ کے متعلق سعد بن ابی وقاص سے جو روایت ہے اسمیں آیا ہے کہ جب حسنین اور جناب علی علیہ السلام اور حضرت سیدہ علیہم السلام کو بلایا تو فرمایا اللھم ھٰؤلاء اھلی اخرجہ الترمذی تیسیر الوصول فصل ۳ باب ۳ فضائل اہلبیت ع

اور آیت تطہیر کے موقعہ پر جب اپنا کمل اوڑھایا تو آل عبا علیہم السلام کی نسبت فرمایا اللھم ان ھٰؤلاء اھلبیتی تیسیر الوصول فصل ۳ باب ۳ - اور قصہ افک عائشہ رض کے متعلق ایک طویل روایت ہے اسمیں متعدد مقامات پر اہل کا لفظ بمعنی اہلخانہ وازواج مروی ہے -

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیقہ رض کو طلاق دینے کے لئے جناب علی علیہ السلام اور اسامہ بن زید سے مشورہ لیتے ہیں تو اسامہ نے عرض کیا ھم اھلک یا رسول اللہ ولا نعلم واللہ الا خیرا پھر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین سے کبیدہ خاطر ہو کر اور انتقام لینے کی غرض سے منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا ایسے شخص سے کون میرا بدلہ لے جس کی طرف سے میرے اہل کے بارہ میں ایذا دینے والی بات مجھ تک پہنچی ہے خدا کی قسم میں تو اپنے اہل کو نیک ہی سمجھتا ہوں اور جس شخص کے ساتھ یہ لوگ (عائشہ رض کو) تہمت لگاتے ہیں (یعنی صفوان بن معطل السلمی کو) اسکو بھی اچھا آدمی سمجھتا ہوں وہ شخص بجز میرے کبھی میرے گھر میں تنہا کبھی نہیں گیا - من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا - وما کان یدخل علی اھلی الا معی - پھر اسی روایت میں ہے کہ جناب صدیقہ رض امید وار تھیں کہ خدا نے انکی بریت کی خبر آنحضرت صلعم کو رؤیا میں ہی دکھا دی - چنانچہ ایک رات ایسی آئی جس میں خدائے علیم و خبیر نے ان کی بریت کی بابت کئی آیات بذریعہ وحی نازل فرمائیں تو اس رات کی وحی کی بابت لکھا ہے کہ فواللہ ما رام مجلسہ ولا خرج احد من اھل البیت حتی انزل اللہ تعالی علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ خدا کی قسم رسول صلعم ابھی اپنے بستر سے بھی نہ اٹھے تھے اور نہ کوئی گھر والوں میں سے ہی باہر نکلا تھا یعنے بہت سویرا تھا کہ خدا نے اپنے نبی پر وحی نازل فرمائی - روایت مذکور کے لئے دیکھو تیسیر الوصول

روایت نمبر ۳۔ اخرجہ الخمسہ الا ابا داؤد سورۃ النور الباب الثانی فی اسباب النزول

آنحضرت صلعم کے فقر و احتیاج کے متعلق جو احادیث مروی ہیں انہیں سے ایک دو ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔ ان میں بھی آل محمد و اہل محمد بمعنے واحد ازواج پر بولا گیا ہے۔

۱۔ انس بن مالک کا شاگرد کہتا ہے کہ مینے سُنا ان کی زبانی کہ کہتے تھے ما امسی عند آل محمد صاع تمر ولا صاع حب وان عنده یومئذ لتسع نسوۃ اخرجہ البخاری والترمذی والنسائی تیسیر الوصول الفصل الثانی۔ فیما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ علیہ من الفقر کہ آل محمد کے پاس شام کو نہ ایک صاع کھجور رہی نہ ایک صاع کوئی غلہ باقی رہا اور اسوقت آپکی نو بیبیاں تھیں۔

۲۔ ماشبع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم من خبز البر ثلثا حتی مضی لسبیلہ وفی اخری ما اکل آل محمد اکلتین فی یوم واحد الا احدٰہما تمر ۔۔ ۔۔ ہر دو روایات میں ازواج کو آل محمد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۳۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبیت اللیالی المتابعۃ واھلہ طاویا ولا یجدون عشاءً وکان اکثر خبزھم الشعیر اخرجہ الترمذی وصححہ ۔۔ ۔۔ اس روایت میں اہلی کو لفظ اہل سے بیان کیا گیا ہے۔

اگر یہاں تک آپکی تشفی نہیں ہوئی تو لیجئے میں شیعہ کی ایک نہایت معتبر تفسیر سے آل اور اہل کی تشریح عرض کرتا ہوں۔

والآل والاھل واحد وقیل اصل الآل اھل لان تصغیرہ اھیل والفرق بین الآل والاھل ان الاھل اعم منہ یقال اھل البصرۃ ولا یقال آل البصرۃ ویقال آل الرجل قومہ وکل من یؤل الیہ بنسب او قرابۃ ماخوذ من الاول وھو الرجوع واھلہ کل من یضمہ بیتہ × × × × × وآل الرجل اھلہ وقرابتہ قال الشاعر

ع ولا تبک میتاً بعد میت احبۃ ٭ علیؓ وعباسؓ وآل ابی بکرؓ

قال ابو عبیدۃ سمعت اعرابیاً فصیحاً یقول اھل مکۃ آل اللہ فقلنا ما تعنی بذلک قال الیسوا مسلمین المسلمون آل اللہ وانما یقال آل فلان للرئیس المتبع وفی شبہ مکۃ لانہا ام القری ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومہ لہ۔ فاذا

جاوزت ھذہ فان آل الرجل اھلبیت خاصۃً فقلنا لہ افتقول لقبیلۃ آل فلان قال لا الا اھلبیتہ خاصۃ ۔ دیکھو تفسیر مجمع البیان علامہ طبرسی زیر آیت واذ نجینا کم من آل فرعون

(ترجمہ) لفظ آل اور اہل کے ایک ہی معنی ہیں اور کہا گیا ہے کہ لفظ آل کی اصل بھی اہل ہی رہی کیونکہ اسکی تصغیر اھیل ہے اور آل اور اہل میں فرق یہ ہے کہ اھل میں آل (کا مفہوم) داخل ہے جیسے اہل بصرہ تو کہا جاتا ہے لیکن آل بصرہ نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ آل الرجل سے مراد اسکی قوم ہوتی ہے اور ہر ایک جو نسب یا قرابت میں اسکی طرف پھرے اور یوں مشتق ہے اُول سے جس کے معنے رجوع کے ہیں اور اھل وہ ہوتے ہیں جو اسکے گھر میں بستے ہوں اور آل الرجل سے مراد اسکے گھر والے اور قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں جیسے کہ کسی شاعر نے کہا ہے سہ علی اور عباس اور آل ابی بکر جیسے دوستوں کے مرنے کے بعد کسی مُردہ پر مت آنسو بہاؤ۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح و بلیغ اعرابی سے سُنا کہ کہتا تھا کہ اہل مکہ خدا کی آل ہیں اس پر ہم نے کہا کہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے تو کہا کہ کیا نیک مسلمان خدا کی آل نہیں ہیں اور کسی بڑے رئیس کے متعلقین کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی آل ہیں اور مکہ چونکہ ام القریٰ (سب بستیوں کی ماں) ہے اس واسطے وہ اسکا مصداق ہے اور اسی طرح گمراہی میں فرعون متبوع ہے اور اسکی قوم اسکی آل ہے۔ جب اس سے بھی زیادہ تحقیق چاہے تو یہ ہے کہ آل الرجل خاص اسی کے اہلبیت ہوتے ہیں۔ پھر ہم نے کہا کہ کیا ہم کسی قبیلہ کو آل فلاں کہہ سکتے ہیں کہا کہ نہیں صرف اسکے گھر والوں کو۔

شیعہ اور ازواج کو تو اب میں بھی اہلبیت مان لیتا ہوں مگر عایشہ اور حفصہ کو داخل ماننے کو جی نہیں چاہتا۔

احمدی - قرآن و حدیث و کتب فریقین سے اس موضوع پر ایک حد تک کافی بحث ہو چکی ہے اب بھی اگر آپ کا جی نہ مانے تو اسکا کیا علاج ہے خدا سے دعا مانگو کہ اہلبیت کے بغض سے آپ کے سینہ کو پاک کر دے۔ تاہم اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے میں کچھ اور بھی عرض کر دیتا ہوں۔ شاید آپ کا دل مان جائے دیکھیے السلمان منا اھل البیت ایک مشہور حدیث ہے جس کے معنے ہیں۔ کہ سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہے حالانکہ سلمان بقول ملا باقر مجلسی فارس کے دہقان تھے۔ نہ آیت تطہیر کے وقت رسول صلعم نے انکو اپنی کمل کے اندر داخل فرمایا تھا نہ وہ بنی ہاشم تھے نہ آل ابوطالب

سے بچھے اور نہ معصوم ہی تھے لیکن شیعہ و سنی سے کسی کی مجال نہیں کہ ان کو اہلبیت نبوی سے خارج کرے اب اس سے آگے چلئے اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے آیت تطہیر کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد دوازدہ امام اور ان کی محبت ہے پس جو امیں داخل ہوا وہ نبی کے گھر میں داخل ہو گیا یعنے اہلبیت سے ہو گیا۔ وفی الکافی عن الصادق فی ھذہ الآیۃ۔ قال یعنی الائمۃ وولایتھم من دخل فی بیت النبی تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ زیر آیت تطہیر اب اپنے گرد و پیش اور نزدیک و دور کے شہر و دیہات میں خوب غور اور گہری نگاہ سے دیکھکر بتلائیے کہ کس قدر بنگ نوش اور کتنے شرابی فاسق و فاجر بے نماز حُب دار ائمہ "ومومن" تکیوں اور بازاروں اور چکلوں میں کیا سادات اور کیا غیر سادات موجود ہیں اور اس طرح کتنی بدر نشاں اور بہار نشاں اور پیاری جان اور جھنڈی جان مومنات میں سے ہیں مطابق حدیث مذکورہ کے یہ سبھی تو اہلبیت نبی صلعم سے ہیں کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں ہرگز نہیں ؟ بندہ خدا ان تمام ایسوں غیروں کو داخل اہلبیت النبی مانتے میں آپکو کوئی انکار نہیں لیکن عائشہ اور حفصہ رضہ کو داخل اہلبیت النبی ماننے میں آپکو ہزاروں اصرار اور شبہات وارد ہو جاتے ہیں پناہ بخدا۔ آخر تعصب کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

شیعہ۔ کیا عائشہ کا جنگ جمل کے لئے نکلنا آیت وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ کے خلاف نہیں ہے۔

احمدی۔ جناب صدیقہ مدینہ منورہ سے تو بارادہ حج نکلی تھیں لیکن بعض منافقین و دشمنان دین کی شرارت سے وہ اس جنگ میں مبتلا ہو گئیں اور جو آیت آپنے لکھی ہے اس سے شاید آپ یہ سمجھے ہیں کہ مستورات کو بالکل گھر سے نکلنا ہی منع ہے یہ بالبداہت غلط ہے اول از روئے لغت عرب۔ کیونکہ تبرج کے معنے ہیں بناؤ سنگار کرنا اور ساتھ جاہلیت کا لفظ اسکی تائید کرتا ہے۔ تبرج۔ خود آرائستن دیکھو منتخب اللغات اور تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جنابہ صدیقہ آخر جنگ تک اپنے ہودج میں پردہ کے اندر تشریف رکھتی تھیں اور اسی واسطے جناب علی علیہ السلام نے ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھیجا تھا کہ انکو جاکر سمجھائیں کہ آپکے ہمراہی سب قتل ہو گئے یا بھاگ گئے آپ اپنے گھر تشریف لیجائیں بایں ہمہ اگر شیعہ باز نہ آئیں تو ان سے دریافت طلب ہے کہ حضرت سیدہ جو اپنے گھر سے نکلکر فدک مانگنے کے لئے ابوبکر صدیق کے پاس تشریف لے گئیں اور پھر عمر جیسے غیر محرم کیساتھ دست و گریبان ہوتی رہیں وہ بھی اسی آیت

کی وعیدیں آسکتی ہیں یا نہ اگر نہیں تو کیوں؟ فما ہو جوابکم فہو جوابنا۔ روایت مذکورہ یہ ہے عن ابی جعفر و ابی عبد اللہ علیہما السلام۔ قال ان فاطمۃ علیہا السلام ما ان کان من امرہم ما کان اخذت بتلابیب عمر فجذبتہ الیہا ثم قالت اما واللہ یا ابن الخطاب لولا انی اکرہ ان لا یصیب البلاء من لا ذنب لہ لعلمت انی ساقسم علی اللہ ثم اجدہ سریع الاجابۃ۔ اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد فاطمہ صفحہ ۲۹۱

شیعہ۔ ہمارے ہم مشرب کہتے ہیں کہ حضرت رسول صلعم جناب علی علیہ السلام کو اختیار دے گئے تھے کہ میرے ازواج میں سے جس کو نافرمان و راہ حق سے برگشتہ دیکھیں اسکو طلاق دیدیں۔

احمدی۔ استغفر اللہ! استغفر اللہ! اس ہذہ الہفوات والہذیانات۔ جناب علی علیہ السلام کا ایک مشہور قول جو نہج البلاغہ میں ہے بحوالہ ناسخ التواریخ اوپر کسی موقعہ پر لکھا گیا ہے جو آنجناب نے بعد خاتمہ جنگ فرمایا ولہا بعد حرمتہا الاولیٰ والحساب علی اللہ یعنے باوجود جنگ جمل کے اب بھی صدیقہ کی حرمت ویسی ہی ہے اگر آپ ان کے اس فعل کو نافرمانی پر محمول فرماتے تو یہ کلمات جن سے حفظ مراتب اور ادب فرزندانہ مترشح ہے ام المومنین کی نسبت زبان مبارک سے نہ فرماتے۔

دوم۔ بخاری شریف کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے دل میں صدیقہ کی ویسی ہی عزت تھی جیسی کہ زمانہ رسول صلعم میں چنانچہ آنجناب نے جب امام حسن علیہ السلام اور یار خاص حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں فوج بھرتی کرنے کے لئے اس موقعہ پر بھیجا جبکہ عائشہ صدیقہ بھی بصرہ میں اس مقصد کے لئے تشریف لے گئیں تو عمار جو جناب علی علیہ السلام کے محرم راز اور نائب و نمائندہ سے تھے منبر پر چڑھکر اہل بصرہ کو فرماتے تھے کہ ان عائشۃ قد سارت الی البصرۃ واللہ انہا الزوجۃ نبیکم فی الدنیا والاخرۃ ولکن اللہ ابتلاکم لیعلم ایاہ تطیعون ام ہی اخرجہ البخاری۔ دیکھو تیسیر الوصول کتاب الفتن فصل السادس وقعۃ الجمل

(ترجمہ) عائشہ بصرہ میں تشریف لائی ہیں اور قسم ہے خدا کی کہ وہ زوجہ ہیں تمہارے نبی کی دنیا میں اور آخرت میں لیکن خدا نے تمکو آزمائش میں ڈالدیا ہے تا معلوم ہو کہ تم اسکی اطاعت کرتے ہو یا اس کی۔ اس بے بنیاد اعتراض کی تردید کیلئے یہ دونوں روایات کافی ہیں۔

شیعہ۔ آپ نے تو ازواج کو داخل اہلبیت کر کے حصر فی آیت تطہیر ثابت کرنے میں ناخن لگایا مگر صحیح مسلم میں صاف آیا ہے کہ بوقت نزول آیت تطہیر صرف آنحضرت صلعم حسنین اور جناب علی اور سیدہ کو اپنی کمل میں لے لئے

تھے تو ام سلمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم کیا میں آپ کے اہلبیت سے نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا تھا۔ انّکِ الیٰ خیر اسکا کیا مطلب ہے اور کیا اس حدیث کے رُو سے ازواج اہلبیت کے اطلاق سے خارج نہیں ہو جاتے۔

احمدی میں نے اس بات کے ثابت کرنے میں قرآن کو پیش کیا ہے نہ کہ کوئی اپنا قیاس۔ قرآن نے اس آیت کو ازواج مطہرات کے درمیان میں ذکر کیا ہے اور ان کو اہلبیت سے موسوم کیا ہے اب کسی مومن کی مجال نہیں ہو سکتی کہ قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے ازواج مطہرات کو اہلبیت سے خارج کرے اور ایسے افراد کو اس میں داخل سمجھے جنکا ذکر قرآن میں نہیں اگر کوئی حدیث ازواج کو اہلبیت سے خارج کرتی ہے تو وہ قرآن کے مخالف اور اسلئے قابل احتجاج نہیں ہو سکتی۔ اور ارشاد نبوی بابت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یعنے انّکِ الیٰ خیر اسکا مطلب یہ ہے کہ تو تو بوجہ احسن اہلبیت ہی ہے۔ تجھکو ضرورت ہی نہیں ہے کہ کملی میں داخل ہو۔ یہی مطلب شارحین حدیث نے لکھا ہے ویحتمل ان یکون معناہ انت علیٰ خیر علیٰ مکانک من کونک من اھلبیتی ولا حاجة لک فی الدخول تحت الکساء کانہ منعہا عن ذٰلک۔ ترمذی حاشیہ صفحہ ۵۳۰ فخر المطابع دہلی طبع [illegible]

شیعہ آپکی صحیح مسلم میں حدیث ثقلین کے ذکر میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ اہلبیت رسول سے آپکی ازواج مراد ہیں تو اس نے کہا لا ایم اللہ ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدھر فیطلقھا فترجع الیٰ ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حُرموا الصدقة بعدہٗ۔ یعنی قسم ہے خدا کی کہ عورت کچھ مدت مرد کے ساتھ رہتی ہے پھر وہ اس کو طلاق دیدیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے آنحضرت صلعم کی اہلبیت سے دراصل آپ کی وہ اہل حسب و خویش مراد ہیں جن پر آپکے پیچھے صدقہ حرام ہے۔

احمدی۔ زید بن ارقم کا قول قرآن سے مقدم نہیں ہو سکتا لیکن اگر زید کے قول کو ہی قابل حجت جانتے ہو تو چلو یوں ہی سہی دیکھو اسی زید بن ارقم سے اسی صحیح مسلم میں آپ والی روایت سے بھی پہلے ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ یا زید من اھل بیتہ الیس نساؤہ من اھل بیتہ قال نساؤہ من اھل بیتہ ولکن اھل بیتہ من حرم الصدقة بعدہ قال ومن ھم قال ھم آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال کل ھؤلاء حرم الصدقة قال نعم۔ صحیح مسلم مع شرح نووی صفحہ ۲۷۹ مطبع احمدی دہلی سنہ ۱۳۱۹ھ یعنے زید سے کہا کیا آنحضرت صلعم کے ازواج آپ کے اہلبیت نہیں ہیں؟ تو اس نے کہا ہے کہ آپکی ازواج آپکے اہلبیت ہیں لیکن آپکے اہلبیت سے مخصوص مراد وہ ہیں

جن پر صدقہ لینا بعد آپ کے حرام ہے تو میں نے کہا وہ کون لوگ ہیں تو زید نے کہا کہ وہ آل علی اور آل عقیل و آل جعفر و آل عباس ہیں میں نے کہا کیا ان سب پر صدقہ لینا حرام ہے زید نے کہا کہ ہاں اس روایت میں وہ صاف طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ازواج داخل اہلبیت ہیں پھر اگر دوسری روایت میں اسکے خلاف کہیں تو ان کا قول قابل حجت نہیں ٹھہر سکتا۔ کہنے کو تو بعض نازک خیال شیعوں نے بھی جناب علی علیہ السلام کو عترت میں داخل نہیں کیا دیکھو حیات القلوب جلد ۳

آمدیم برسر مطلب اور پھر جو انہوں نے کہا کہ عورت کو اس واسطے اہلبیت نہیں کہہ سکتے کہ خاوند اگر اسکو کچھ مدت ساتھ رکھکر طلاق دیدے تو وہ باپ یا کنبے والوں کے پاس چلی جاتی ہے اس پر قیاس کریں تو پھر تو لڑکی بھی داخل اہلبیت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ بھی شادی ہو جانے کے بعد ماں باپ کے ہاں سے اپنے خاوند کے گھر چلی جاتی ہے اور پھر جو عورت مطلقہ ہو کر خاوند کے پاس سے چلی جائے تو وہ مانا کہ گھر والوں میں سے نہیں رہتی لیکن جو عورت کہ ہمیشہ اپنے خاوند کے پاس رہے بلکہ اسکے بعد بھی وہیں رہے اور خاوند کی اولاد کی تربیت کرے تاہم اس کو داخل اہلبیت نہ سمجھا جائے تو اس سے بڑھکر کیا ظلم ہو سکتا ہے اور آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات کا تو معاملہ ہی دوسرا ہے خود خدا فرماتا ہے کہ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء یعنی اے نبی کی بیبیو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو وہ امہات المومنین ہیں بحکم آیت وازواجہ امہاتہم۔ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی بلکہ آخر تک ان کو اپنے ساتھ رکھا اور وہ بھی جان و دل سے آپکی تابعدار رہیں پھر وہ کس طرح سے نبی کریم کے گھر والوں میں سے نہ ہوں اصل یہ ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ حدیث ثقلین بیان کرتے ہیں جس میں رسول صلعم نے قرآن کے ساتھ تمسک کرنے اور اپنے اہلبیت کا احترام و پاس ادب و حسن سلوک کو ملحوظ رکھنے کا امت کو ارشاد فرمایا ہے گویا ان کو اہلبیت کی ایک خاص قسم مدنظر ہے جیسے کہ ہر دو روایات کے آخری فقرہ سے ظاہر ہے اور وہ وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے یعنی آل علی و آل عباس وغیرہم۔ حالانکہ شیعہ صاحبان صرف آل علی اور آل علی میں سے بھی صرف گیارہ اماموں کو ہی اہلبیت اور مطہر و معصوم جانتے ہیں اور دوسروں کو عترت اہلبیت میں ہرگز داخل نہیں سمجھتے نہ ان کو مصداق آیت تطہیر معصوم مانتے ہیں۔ خوشا حال ہیں اہلسنت کہ وہ ازواج مطہرات اور ان کے ساتھ آل عبا و سب سادات بنو ہاشم کی تعظیم بسر و چشم کرتے ہیں بعد آجکل کے ہزاروں سادات جو آل رسول ہونے کے مدعی ہیں صرف صدقات و خیرات پر گذارہ کرتے

ہیں چاہیے تو یہ کہ ان کو بوجہ صدقہ و خیرات کھانے کے آل رسول سے خارج سمجھا جائے مگر باایں ہمہ اہلسنت صدق دل سے انکی تعظیم کرتے اور ان کی خدمت کرتے اور ان کو نذر و نیاز دیتے ہیں۔

شیعہ۔ اہلبیت کی تو وہ شان ہے کہ ضرور درود میں داخل ہیں کیا ازواج کو بھی کہیں درود میں داخل کیا گیا ہے۔

احمدی دیکھئے آپ پر واضح ہو چکا ہے کہ ازواج کو اہلبیت رسول صلعم سے خارج ماننا خلاف قرآن و حدیث ہے اور لغت کے بھی خلاف ہے دیکھو منتخب اللغات میں بھی اہل کے معانی میں مردم خانہ لکھا ہے آپ درود شریف میں داخل ہونا اہلبیت ہونے کی شرط قرار دیتے ہیں تو لیجئے بسم اللہ وللستة الا الترمذی عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ کیف نصلّی علیک قال قولوا اللّٰھم صلّ علی محمد و علی ازواجہ و ذریاتہ کما صلّیت علی ابراھیم و بارک علی محمد و علی ازواجہ و ذریتہ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ تیسیر الوصول کتاب الدعا فصل سوم فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی سوائے ترمذی باقی تمام صاحبان صحاح ستہ نے ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم آپ پر درود کیسے بھیجیں فرمایا کہ تم کہا کرو اللّٰھم صلّ علی محمد و علی ازواجہ و ذریاتہ الی آخرہ یعنی اے خدا درود بھیج اوپر محمد صلعم کے اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر۔ دیکھو یہاں بھی ازواج کو ذریت سے مقدم رکھا ہوا ہے۔

شیعہ۔ اہلبیت میں حسنین رضی اللہ عنہم کے حق میں سید اشباب اہل الجنۃ آیا ہے یعنے جوانان جنت کے یہ سردار ہیں کیا ایسی فضیلت کسی اور کے حق میں بھی ثابت ہے۔

احمدی مثال دوسروں کے حق میں بھی ثابت ہے دیکھو قاضی نور اللہ شوستری نے ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب کے حال میں لکھا ہے پسر عم حضرت پیغمبر و برادر رضاعی او بود و با آنحضرت مشابہت بسیار داشت و پیش از شرف اسلام مسلمانان را آزار بسیار میکرد و حضرت پیغمبر را ہجو میکرد و چون مسلمان شد بعد بحدے از فضل و تقوی رسید کہ از لسان حقائق بیان حضرت رسالت این کلام سعادت انجام شنید کہ ابوسفیان بن الحارث سید فتیان اہل الجنۃ (ترجمہ) وہ آنحضرت صلعم کے چچا کے بیٹے اور رضاعی بھائی تھے اور صورت میں آنحضرت کے بہت مشابہ تھے اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کو بہت تکلیف دیا کرتے اور آنحضرت

کو تو ابو جہل کہتے اور جب مسلمان ہوئے تو فضل و تقویٰ میں وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے سنا کہ ابوسفیان الحارث جوانان جنت کے سردار ہیں۔

اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے تو کیا کہنے ہیں وہ تو بہشت کے بادشاہ ہیں ثبوت کے لئے دیکھو روایت ذیل کو زیر آیت ان ! ولیاءہ الا المتقون پ ۹ ع ۱۸ القمی نزلت لما قال رسول اللہ لقریش ان اللہ بعثنی ان اقتل جمیع ملوک الدنیا و اجر الملک الیکم فاجیبونی الی ما ادعوکم الیہ تملکو بہا العرب وتدین لکم بہا العجم وتکونوا ملوکا فی الجنۃ۔ تفسیر صافی زیر آیت مذکور

ترجمہ تفسیر قمی میں جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی تفسیر سے بھی موسوم ہے لکھا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی۔ جبکہ رسول صلعم نے قریش سے فرمایا تہا کہ خدا تعالےٰ نے مجھکو مبعوث فرمایا ہے کہ میں تمام بادشاہان عالم سے مقاتلہ کروں اور ملک تمہارے قبضہ میں دیدوں بس جس دین کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں تم اسکو قبول کر لو۔ تمام عرب کے تم مالک ہو جاؤ گے اور عجم تمہارے تابع ہو جائے گا اور جنت میں تم بادشاہ بنو گے اب آپ فرمائیے کہ امت رسول میں سے کس نے عرب و عجم کو فتح و تابع کرنے میں سبقت کی سوائے ابوبکر و عمر خلفائے راشدین کے پس اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ جنت کے بادشاہوں میں سے ہیں

شیعہ۔ ائمہ اطہار اہلبیت کی تو وہ شان ہے کہ جب آدمؑ کو خدا نے بہشت میں پیدا کیا تو انہوں نے ساق عرش کی طرف جو نظر اٹھا کر دیکھا تو بارہ اماموں کے نام یکے بعد دیگرے نظر پڑے۔ کیا تمہارے اماموں کا نام و نشان بھی کسی نے وہاں دیکھا ہے ؟

احمدی۔ بارہ اماموں کی عظمت سے تو ہم کو انکار نہیں لیکن ساق عرش والی روایت کسی خوش اعتقاد کی خود گفت حکایت ہے اور بس کیونکہ شیعوں کی معتبر کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جس جنت میں آدم پیدا ہوئے تھے وہ دنیا کا بہشت تھا اور جنت الخلد نہ تہا۔ دلیل اسکی یہ دی ہے کہ اگر وہ بہشت ہوتا تو وہاں سے آدم بیچارے نکالے نہ جاتے اور نہ وہاں ابلیس ہی داخل ہونے پاتا فی الکافی والعلل والقمی عن الصادق انہا کانت من جنان الدنیا یطلع فیہا الشمس والقمر ولو کانت من جنان الخلد ما خرج منہا ابدًا وزاد القمی ولم یدخلہا ابلیس۔ تفسیر صافی زیر آیت یا ادم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔

شیعہ۔ امام وہ ہونا چاہئے جو سہو و نسیان سے منزہ ہو۔ آپ کے خلیفہ اور امام سہو سے کب بری ہونے کے مدعی تھے۔

احمدی۔ سہو و نسیان سے تو کوئی بھی مبرّا و منزہ نہیں یہانتک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی چنانچہ بحوالہ کتاب عیون امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فقیل لہ ان فی سواد الکوفۃ قوماً یزعمون ان النبی لم یقع علیہ السہو فقال کذبوا لعنہم اللہ ان الذی لم یسہو ھو اللہ لا الہ الا ھو۔ تفسیر صافی زیر آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلاً یعنی آپؑ سے عرض کیا گیا کہ نواح کوفہ میں ایک قوم ہے جس کا عقیدہ ہے کہ نبی صلعم پر کبھی سہو واقع نہیں ہوا۔ تو امام نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔ تحقیق جس ذات پر کہ کبھی بھول چوک نہیں واقعہ ہوئی۔ وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اب فرمائیے جب نبی سہو سے خالی نہیں تو امام اور خلیفوں کو اگر بھول چوک ہو جائے تو بیچارے معذور ہیں یا نہ؟

شیعہ۔ ہمارے امام کا نام تو رسول صلعم نے اذان میں بھی داخل فرما دیا جو خدا اور رسول کی منادی ہے اور پانچوقت ہر ایک ملک اور ہر ایک شہر اور ہر ایک مسجد میں دی جاتی ہے آپ کے خلیفوں کا نام کیوں داخل اذان نہ ہوا۔

احمدی۔ جناب علی علیہ السلام کا نام داخل اذان کرنا بھی شیعوں کی بدعت پسندی کی خاص دلیل ہے آجکل کے شیعوں کا تو یہ مسئلہ جزو ایمان بنا ہوا ہے لیکن ابتدا میں ایسا کرنا خلاف مذہب امامیہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ فخر المحدثین محقق ابن بابویہ المتوفی ۳۸۱ھ اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں جو منجملہ اصول اربعہ ہے کتاب الاذان میں اذان کے فصول یعنے کلمات لکھکر فرماتے ہیں ھذا ھو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنہم اللہ قد وضعوا اخبارا وزادوا فی الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتہم بعد اشھد ان محمداً رسول اللہ اشھد ان علیاً ولی اللہ مرتین ومنہم من روی بدل ذلک اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً مرتین ولا شک ان علیاً ولی اللہ وانہ امیر المومنین حقاً وان محمداً وآلہ صلوات اللہ علیہم خیر البریۃ ولکن لیس ذلک فی اصل الاذان وانما ذکرت ذلک لیعرف بھذہ الزیادۃ المتھمون بالتفویض المدلسون انفسہم فی جملتنا

یعنے اذان صحیح تو اسی قدر ہے نہ اسمیں کچھ بڑھایا جائے نہ کم کیا جائے اور مفوضہ (غالیوں کے ایک فرقہ کا نام ہے جو کہتے ہیں خدا نے اپنے سب کام پیغمبر خدا اور جناب علی امیر کو سپرد کر دیئے ہیں اور آپ معطل ہو گیا ہے یہی حضرات پیدا کرتے ہیں اور یہی مارتے ہیں اور یہی رزق بانٹتے ہیں۔ غرض جو کام کہ خدا کے ہیں ان کے نزدیک وہ سب کام پیغمبر خدا اور جناب علی مرتضیٰ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کچھ نہیں کرتا۔ دیکھو ارشادیہ شرح اعتقادیہ مطبوعہ لکھنؤ باب ۳۷ صفحہ ۳۱) نے کہ خدا ان پر لعنت کرے کئی حدیثیں وضع کر لی ہیں اور اذان میں دو دفعہ محمد و آل محمد خیر البریہ کہتے ہیں اور ان کی بعض روایات میں ہے کہ بعد اشہد ان محمداً رسول اللہ کے ان علیاً ولی اللہ دو دفعہ کہنا چاہیئے اور بعض نے اسکی جگہ لکھا ہے اشہد ان علیاً امیر المومنین حقاً اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ جناب علی علیہ السلام خدا کے ولی اور امیر المومنین برحق ہیں اور یہ کہ محمد صلعم اور آپ کی آل سب مخلوق سے افضل ہیں لیکن ایسا کہنا اذان میں درست نہیں اور یہ مینے اسلئے ذکر کر دیا ہے کہ ان زائد کلمات سے وہ لوگ شناخت کیے جا سکیں جو در اصل تو مفوضہ ہوتے ہیں اور بلینہ آپکو ہم شیعیان اثنا عشریہ میں سے ظاہر کرتے ہیں۔ (خادم حسینؓ خادم احمدی)

خاتم النبیین کے کیا معنے

اسوقت غیر مبایعین سے ہمارا یہ اختلاف ہے کہ وہ خاتم النبیین کے معنے بتاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئیگا اور ان پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ بیشک ایسا رسول جو صاحب شریعت ہو۔ یا آنحضرت کا متبع نہ ہو نہیں آئیگا مگر ایسا نبی آسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو کر محمدی نبوت کی چادر اوڑھنے کا مستحق ہو جائے ہمارے پاس اس دعوے کے بہت سے ثبوت ہیں جو مختلف مواقع پر دئے جا چکے ہیں۔ یہاں اسمیں سے ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

لباب الخیار فی سیرۃ المختار (تالیف الشیخ مصطفےٰ الغلامینی مکتبۃ الاھلیۃ بیروت طبع ثانیہ) میں صفحہ ۵۹ پر زیر سرخی السنۃ الخامسہ لکھا۔ " وفیہا تزوج الرسول زینب بنت جحش ابنتہ عمہ بعد ان طلقھا مولاہ زید بن حارثہ الذی قد تبناہ۔ یعنی پانچویں سال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب سے نکاح کیا "

پھر اسکے آگے لکھا ہے۔